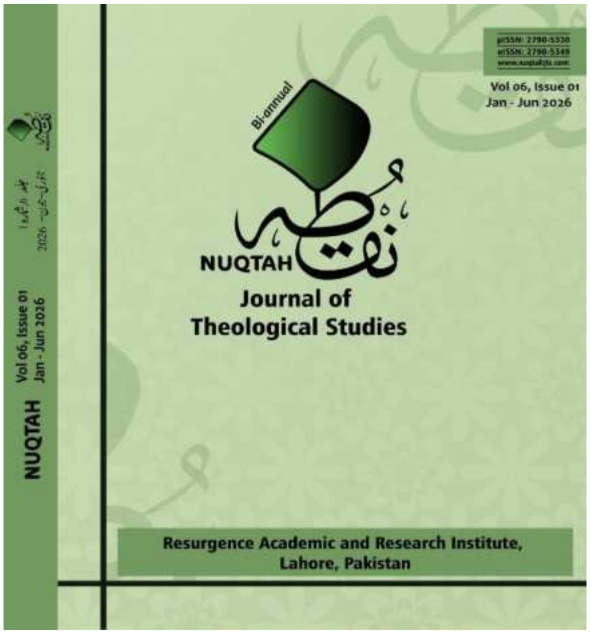

Nuqtah Journal of Theological Studies

Editor: Dr Shumaila Majeed

(Bi-Annual)

Languages: English, Urdu, Arabic

p-ISSN: 2790-5330 e-ISSN: 2790-5349

https://nuqtahjts.com/index.php/njts

Published by:

Resurgence Academic and Research

Institute, Lahore (53720), Pakistan

Email: editor@nuqtahjts.com

ہندومت اور اسلام میں اعتقادی تصورات کا تقابلی مطالعہ

Comparative Study of Doctrinal Concepts in Hinduism and Islam

Ghulamullah
Lecturer, Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore, Pakistan.
Email: ghulam.ullah@ais.uol.edu.pk

Muhammad Taha Ibrahim Dehlvi
Lecturer, Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore, Pakistan.
PhD Scholar, International Islamic University Islamabad, Pakistan.
Email: taha.ibrahim@ais.uol.edu.pk

Dr. Hafiz Zakirullah
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore, Pakistan.
Email: zakir.ullah@ais.uol.edu.pk

Published online: 16 March, 2026

View this issue

OPEN ACCESS

CC BY

Complete Guidelines and Publication details can be found at:

https://nuqtahjts.com/index.php/njts/publication-ethics

Abstract

This comparative study examines the fundamental doctrinal structures of Hinduism and Islam, two major world religions with distinct theological frameworks. While Islam is founded on the principle of radical monotheism (Tawḥīd), emphasizing Allah's absolute unity, transcendence, and incomparability, Hinduism presents a pluralistic theological landscape ranging from polytheistic worship to monistic philosophy (Advaita Vedānta). The research analyzes five key areas: the concept of God (Allah vs. Brahman/Īśvara), the nature of humanity (insān vs. ātman), cosmology (creation narratives and temporal frameworks), eschatology (judgment, afterlife, and salvation/mokṣa), and ethical systems (Sharīʿah-based morality vs. Dharma and Karma). The study draws upon the Qurʾān, ḥadīth literature, Hindu scriptures including the Vedas, Upaniṣads, and Bhagavad Gītā, as well as classical and contemporary scholarly works. The research reveals that despite surface-level similarities in certain moral and spiritual principles, the two traditions exhibit fundamental differences in their understanding of divine nature, human destiny, and the path to ultimate liberation. This study contributes to interfaith understanding by identifying both convergences and irreconcilable distinctions between Islamic and Hindu doctrinal frameworks.

Keywords: Comparative Theology, Tawḥīd, Brahman, Mokṣa, Sharīʿah, Karma, Prophethood, Avatāra

تعارف

مذاہبِ عالم کا تقابلی مطالعہ انسانی فکر کی تاریخ میں ایک اہم مقام رکھتا ہے۔ یہ نہ صرف مختلف عقائد و نظریات کو سمجھنے کا ذریعہ فراہم کرتا ہے بلکہ بین المذاہب ہم آہنگی اور باہمی احترام کے فروغ میں بھی معاون ثابت ہوتا ہے۔ یہ مطالعہ ہندومت اور اسلام کے بنیادی اعتقادی ڈھانچے کا تقابلی جائزہ پیش کرتا ہے، جس میں خدا کے تصور، کائنات کے فہم، انسانی حیثیت، اور نجات کے نظریات کو علمی انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

ہندومت دنیا کے قدیم ترین مذاہب میں سے ہے، جس کی جڑیں ویدک روایات میں پیوست ہیں۔ اس کی کوئی واحد بانی یا متعین کتاب نہیں، بلکہ یہ مختلف فلسفیانہ مکاتب، روحانی تجربات، اور ثقافتی روایات کا ایک وسیع مجموعہ ہے۔ اس کے برعکس، اسلام ایک واضح الہامی روایت ہے جس کی بنیاد قرآن کریم اور سنت نبوی ﷺ پر ہے، اور اس کا مرکزی عقیدہ توحید (اللہ کی مطلق وحدانیت) ہے۔

یہ مقالہ چار اہم مباحث پر مشتمل ہے: مبحث اول میں تصورِ خدا کا تقابلی جائزہ پیش کیا جائے گا۔ مبحث دوم میں تصورِ انسان (علم الانسان) کا تجزیہ کیا جائے گا۔ مبحث سوم میں تصورِ کائنات (کاسمولوجی) کا تقابل کیا جائے گا۔ مبحث چہارم میں تصورِ آخرت اور نجات کے نظریات کا جائزہ لیا جائے گا۔ مبحث پنجم میں تصورِ اخلاق (اخلاقیات) کا تقابلی مطالعہ کیا جائے گا۔ یہ مطالعہ قرآن کریم، احادیث نبویہ، ہندو متون (وید، اپنشد، بھگوت گیتا)، اور کلاسیکی وجدید علماء کی تحریرات پر مبنی ہے۔

مبحث اول: تصورِ خدا (Concept of God)

کائنات کے فکری مناظر میں تصورِ خدا وہ اولین محور ہے جس پر مذاہبِ عالم کی فکری و روحانی تعمیر قائم ہوتی ہے۔ اسلام کی الہامی وحدت اور ہندو دھارمک روایت کی کثرت آمیز تاویلات، دونوں ایک ایسے فکری منظر نامے کو جنم دیتی ہیں جس میں الوہیت کا ادراک کبھی ایک مطلق ذات کی تجلی بن کر ابھرتا ہے اور کبھی کثیر الوجوہ تجسّدات کی رنگارنگی میں جلوہ گر ہوتا ہے۔

1.اسلام میں توحید کا تصور

اسلامی روایت میں مطلق وحدت کا نور ایسے روشن استدلال کے ساتھ نمودار ہوتا ہے جس کا انداز تفکر قرآن کی اس نص میں مرتسم ہے:

﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ * اللَّهُ الصَّمَدُ﴾ ۔[1]

ترجمہ: ''کہہ دو: وہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے۔''

ان سطور کی معنوی تہوں میں ایک ایسی توحیدی قطعیت کارفرما ہے جو نہ صرف الوہیت کو ہر نوع کی ترکیب، تعدد اور تجسیم سے منزّہ کرتی ہے بلکہ اسے ذات وصفات کے ایسے ہم آہنگ ربط میں پیش کرتی ہے جہاں وحدت ودوام، اولیت وآخریت اور قیومیت واحاطہ ہر رنگ میں یکجا ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنی ذات کے بارے میں ارشاد فرمایا:

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾۔[2]

ترجمہ: ''اس جیسی کوئی چیز نہیں، اور وہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔''

اسلامی تصورِ توحید، جب اپنے اثبات و تنزیہ میں صفاتِ الٰہی کی تحدید و تثبیت کرتا ہے، تو اس کا نمونہ ان کلماتِ نبوی میں بھی نمایاں ہے:

«إِنَّ اللَّهَ تَعَالَىٰ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ» ۔[3]

ترجمہ: ''بے شک اللہ تعالیٰ واحد ہے اور وحدت کو پسند فرماتا ہے۔''

یہ نص اپنے اندر اس خالص وحدت کے عمیق تر شعور کو سمیٹے ہوئے ہے جس میں کثرت کے امکانات ذاتِ الٰہی کی تنزیہی رفعت کے سامنے تحلیل ہو جاتے ہیں۔

2. ہندومت میں الوہیت کا تصور

ہندو دھارمک روایت میں برہمن (Brahman) کی مطلق، غیر شخصی اور غیر متعین الوہیت ایک ایسے ماورائی اصول کی صورت جلوہ افروز ہوتی ہے جسے اوپنشدی فکر یوں بیان کرتی ہے:

"Brahman is the infinite, the eternal, the unchanging reality underlying all things."[4]

ترجمہ: ''برہمن وہ لامحدود، ازلی اور غیر متبدل حقیقت ہے جو ہر شے کی بنیاد میں کارفرما ہے۔''

یہ غیر شخصی الوہیت جب ایشور (Ishvara) کی صورت چند مخصوص صفات کے ساتھ جلوہ پذیر ہوتی ہے تو ہندو مذہبی شعور میں الوہیت کے ذاتی و غیر ذاتی دونوں رخ بیک وقت ظاہر ہو جاتے ہیں۔ برہمن کی تجریدی وسعت اور ایشور کی شخصی قربت ایک ایسے فکری تنوع کو پیدا کرتی ہیں جو اسلام کی سخت گیر وحدت کے مقابل بہت مختلف جہت رکھتا ہے۔

ہندو نظامِ الوہیت میں دیوی دیوتاؤں کی تمثیلی کثرت ایک مذہبی جمالیات کو جنم دیتی ہے۔ شیو، وشنو، دیوی، گنیش اور دیگر مظاہر دراصل کائناتی قوتوں کی علامتی تجسیمات ہیں۔ یہ کثرت دراصل ایک بنیادی وحدت (برہمن) کے مختلف پہلوؤں کی عکاسی کرتی ہے، جیسا کہ رگ وید میں بیان کیا گیا ہے:

"Truth is one; the wise call it by many names."[5]

ترجمہ: ''حق ایک ہے؛ دانشور اسے کئی ناموں سے پکارتے ہیں۔''

3. تقابلی تجزیہ

اسلامی وحدت کی فکری عمارت میں کسی بھی تجسیمِ الٰہی یا تعددِ الوہیت کی گنجائش نہیں۔ ایک طرف ہندو دھرم کی علامتی رنگارنگی ہے، دوسری طرف اسلام کا تنزیہی جلال جس میں الوہیت ہر جسمانی و زمانی تحدید سے ماورا قرار پاتی ہے۔

اسی فرق کی بازگشت الوہیت کے شخصی و غیر شخصی پہلو میں بھی سنائی دیتی ہے۔ اسلامی خدا ذاتی طور پر ''سمیع، بصیر، رحمن، رحیم'' ہے، جبکہ ہندومت میں برہمن غیر شخصی ہے مگر ایشور شخصی واردات میں قریب ہو جاتا ہے۔ ایک طرف صفاتِ الٰہی کا متعین و مکمل نظام ہے، دوسری طرف ایسی کائناتی حقیقت جو اپنی تجرید میں تمام تعینات سے بلند ہے۔

میرچا الیاد (Mircea Eliade) کے مطابق:

"The Hindu understanding of the divine is characterized by a complex hierarchy of manifestations, from the impersonal Brahman to personal deities, while Islam presents a rigorously monotheistic conception where God is absolutely transcendent yet personally involved with creation."[6]

ان تمام جہات میں جہاں اسلام کی وحدتِ خالصہ ایک عقلی و روحانی مرکزیت فراہم کرتی ہے، وہیں ہندومت کی کثیر الجہتی الوہیت انسانی ذہن کے لیے متنوع تعبیرات کا دروازہ کھولتی ہے۔

مبحث دوم: تصورِ انسان (Concept of Human Being)

وجودِ انسانی کی ماہیت، اس کے باطن کی حرکیات اور اس کے الہامی و روحانی ارتقاء کی راہیں، مذاہبِ عالم کی فکری میراث میں وہ مرکزی مقولہ ہیں جن کے ذریعے انسان اپنے مقام و منصب کو متعین کرتا ہے۔

1. اسلام میں تصورِ انسان

اسلامی روایت میں انسان کی اصل فطرت ایک ایسی پاکیزہ جبلت کے طور پر سامنے آتی ہے جسے الوہیت نے نورِ ہدایت سے ہم آہنگ رکھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا﴾ ۔[7]

ترجمہ: ''یہ اللہ کی وہ فطرت ہے جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔''

ان معانی کے زیرِ سایہ انسانی حقیقت اپنے اندر ایک ایسی استعداد رکھتی ہے جو خیر کی طرف مائل اور باطل سے اجتناب پر قادر ہے، بشرطیکہ خارجی عوامل اسے مسخ نہ کریں۔

اسلام میں انسان کو ''خلیفۃ اللہ'' (زمین میں اللہ کا نائب) کا درجہ دیا گیا ہے۔ ارشاد ہے:

﴿إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً﴾ ۔[8]

ترجمہ: ''میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔''

اسی حقیقت کو ایک اور جگہ یوں بیان کیا گیا:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ ۔[9]

ترجمہ: ''میں نے جن و انسان کو صرف اپنی بندگی کے لیے پیدا کیا ہے۔''

اسلامی تصور میں انسان کی اصل عظمت اس کے تقویٰ اور اخلاقی کردار میں ہے، نہ کہ اس کی نسل یا ذات میں۔

2. ہندومت میں تصورِ انسان

ہندومت میں انسانی شناخت ''آتما'' (Atman) کے لطیف الماہیہ جوہر سے تشکیل پاتی ہے، جو برہمن کے غیر فانی اور غیر زمانی جوہر سے اشتراک رکھتا ہے۔ اوپنشدی بیان میں آتا ہے:

"The Self (Atman) is eternal, unborn, undying; it is not slain when the body is slain."[10]

ترجمہ: ''آتما ازلی ہے، غیر مولود، غیر فانی؛ جسم کے فنا ہونے سے وہ فنا نہیں ہوتی۔''

یہ تصور انسان کی اصل کو نہ صرف الٰہی حقیقت سے متصل کرتا ہے بلکہ اسے برہمن کی مطلق وحدت کا آئینہ دار بھی ٹھہراتا ہے۔ ہندو روایت میں انسان کا اعلیٰ ترین مقصد ''موکش'' (Moksha) ہے، یعنی جنم و آواگون کے لامتناہی چکر سے نجات اور برہمن کے ساتھ وحدتِ وجودی اتحاد۔

بھگوت گیتا میں یوں کہا گیا ہے:

"When a man knows the Self, he rises above the cycle of birth and death."[11]

ترجمہ: ''جب انسان آتما کو جان لیتا ہے، وہ جنم و موت کے چکر سے اوپر اٹھ جاتا ہے۔''

3. تقابلی تجزیہ

اسلام کی فطرتِ سلیم انسانی ذمہ داری اور اخلاقی انتخاب کو بنیاد بناتی ہے، جبکہ آتما کی حقیقت باطنی مکتی کے سفر میں وجود کے الوہی اتحاد پر زور دیتی ہے۔

اسی اختلاف کی بازگشت انسان اور رب کے تعلق میں بھی پائی جاتی ہے۔ اسلامی روایت میں عبدیت، بندگی اور اطاعت وہ محور ہیں جن پر انسان کی حیثیت قائم ہے؛ ایک ایسا وجود جو رب کی مشیت کے حضور سرِ نیاز رکھتا ہے اور وحی کی رہنمائی میں اخلاقی ارتقاء حاصل کرتا ہے۔

ہندومت میں انسان کا تعلق الوہیت سے مختلف ہے۔ یہاں انسان اپنے باطنی نفس (آتما) کو برہمن کے ساتھ متحد کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ایک مذہب میں عبودیت، دوسرے میں مکتی؛ ایک میں خدا کے حضور اطاعت، دوسرے میں الوہی حقیقت کے ساتھ اتحاد۔

انسانی مساوات کے باب میں اسلام کا اخلاقی ڈھانچہ تمام انسانوں کی برابری کا قائل ہے، جہاں تقویٰ معیارِ فضیلت قرار دیا گیا ہے:

﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾ ۔[12]

ترجمہ: ''تم میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔''

دوسری جانب ہندو ذات پات نظام انسان کی سماجی و روحانی حیثیت کو نسلی، خاندانی اور پیشہ ورانہ طبقات میں تقسیم کرتا ہے۔

مبحث سوم: تصورِ کائنات (Cosmology)

کائنات کے اسرار و رموز میں انسانی فکر جب الوہیت، وقت، وجود اور نظمِ ہستی کو ایک وحدانی زاویہ میں پرکھنے کی کوشش کرتی ہے تو مذاہبِ عالم اس کے سامنے بیک وقت ہم آہنگ بھی دکھائی دیتے ہیں اور جداگانہ بھی۔

1. اسلام میں تصورِ کائنات

اسلامی روایت کائنات کو ایک ایسی تخلیقِ نخستین کا ثمرہ قرار دیتی ہے جو ربِّ قدیر کے امرِ ''کن'' سے وجود میں آئی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَاهُ أَنْ نَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ﴾ ۔[13]

ترجمہ: ''ہم جب کسی چیز کا ارادہ کرتے ہیں تو اس سے یہی کہتے ہیں کہ 'ہو جا'، پس وہ ہو جاتی ہے۔''

یہ تعبیرِ تخلیق ایک ایسے فاعلِ مختار کی نشاندہی کرتی ہے جو کائنات کا موجد بھی ہے، نگہبان بھی اور انجام دہندہ بھی۔ اسلامی نصوص میں تخلیق کا تصور ایک خطی ابتدا اور ایک مقرر انجام کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ﴾ ۔[14]

ترجمہ: ''اللہ ہر چیز کا خالق ہے۔''

اسلامی تصور میں کائنات ایک مخلوق ہے جو خالق کی مشیت کے تابع ہے، اور انسان اس مشیت میں امانت دار اور مکلف وجود ہے۔ کائناتی نظم کے حوالے سے اسلامی فکر ''تقدیر''، ''کتابِ مبین'' اور ''تدبیرِ الٰہی'' کے اصول پر قائم ہے، جہاں ہر شے ایک حکمتِ تامہ کے تحت رواں ہے۔

اس نظم کی نشاندہی حدیث میں یوں ملتی ہے:

«وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلَىٰ أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ لَكَ» ۔[15]

ترجمہ: ''جان لو، اگر ساری امت تمہیں نفع دینا چاہے تو وہ تمہیں وہی نفع دے سکتی ہے جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے۔''

2. ہندومت میں تصورِ کائنات

ہندومت میں تخلیق و فنا کے مسلسل دورانیے، یگوں اور کلپوں کے لامتناہی سلسلے کے طور پر سامنے آتے ہیں۔ ہندو مابعد الطبیعیات میں تخلیق ایک مسلسل چکر (Cycle) کی صورت رواں رہتی ہے، جس میں برہما کی تخلیق، وشنو کی بقا اور شیو کی فنا ایک ہم آہنگ کائناتی ریاضت کی علامت بن جاتے ہیں۔

رگ وید کے ایک مشہور نظم (ناسدیہ سکتہ) میں کائنات کے ظہور کو یوں بیان کیا گیا ہے:

"The universe was born from the One, through heat and desire; before it, there was neither existence nor non-existence."[16]

ترجمہ: ''کائنات اُس 'ایک' سے وجود میں آئی، حرارت اور خواہش کے ذریعے؛ اس سے پہلے نہ وجود تھا نہ عدم۔''

یوں اسلامی تخلیقِ کائنات کی خطی ابتدا اور ہندو چکروی نظریہ دو مختلف فلسفیانہ افق مرتب کرتے ہیں: ایک میں آغاز سے انجام تک ایک سیدھا سفر، دوسرے میں تخلیق و فنا کا لامتناہی دورانیہ۔ ہندومت میں کائناتی نظم ''دھرم'' (Dharma) کے اصول پر استوار ہے، جو اخلاقی، سماجی اور مابعد الطبیعیاتی قوانین کا مجموعہ ہے۔ دھرم کائنات کے توازن کو قائم رکھتا ہے۔

3. تقابلی تجزیہ

وقت کے تصور میں بھی دونوں مذاہب مختلف ہیں۔ اسلامی فکر میں وقت ایک متعین سمت رکھتا ہے، ابتدا سے آخرت تک۔ قرآن کی تعبیر ''یوم''، ''اَجل''، اور ''قیامت'' اس خطی حرکت کو مضبوط کرتی ہے۔ ہندومت میں وقت چکروی ہے، ہر لمحہ ایک دائرے میں گھومتا ہوا، کلپوں کے عظیم دورانیوں میں تحلیل ہوتا ہوا۔

مابعد الطبیعیاتی ساخت کے تناظر میں اسلام فرشتوں، جنات اور دیگر غیر مرئی مخلوقات کو ایک مستقل تخلیقی سلسلے کے طور پر پیش کرتا ہے جن کے وظائف ربّانی تدبیر کے تابع ہیں:

﴿لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ﴾ ۔[17]

ترجمہ: ''وہ اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔''

ہندومت میں مابعد الطبیعیاتی عالم دیوتاؤں، دیووں، اپسراؤں، ناگوں اور دیگر کائناتی ہستیوں سے پُر ہے، جو کائناتی نظم کے مختلف پہلوؤں کی علامتی یا حقیقی نمائندگی کرتے ہیں۔

مبحث چہارم: تصورِ آخرت اور نجات (Concept of Afterlife and Salvation)

انسانی فکر میں ''بعد از موت'' کے مباحث ہمیشہ سے سب سے گہرے، پیچیدہ اور تہذیبی و مذہبی تشکیلات کے بنیادی ستون رہے ہیں۔

1. اسلام میں تصورِ آخرت

اسلامی تعلیمات میں ہر انسان اپنی ایک ہی زمینی زندگی گزار کر موت کے بعد برزخ میں داخل ہوتا ہے اور قیامت کے دن اپنے اعمال کے مطابق جزا و سزا کا سامنا کرتا ہے۔ قرآن کہتا ہے:

﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۝ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾ ۔[18]

ترجمہ: ''پس جس نے ذرّہ بھر نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا، اور جس نے ذرّہ بھر برائی کی ہوگی وہ بھی اسے دیکھ لے گا۔''

یہ تصور انسان کی اخلاقی ذمہ داری، مقصدیت اور واحد زندگی میں انجام کی حتمیت کو واضح کرتا ہے۔

اسلام جنت کو نعمتوں اور قربِ الٰہی کی ابدی جگہ کے طور پر بیان کرتا ہے:

﴿أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ﴾ ۔[19]

ترجمہ: ''جو پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔''

اور دوزخ کے بارے میں:

﴿أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ﴾ ۔[20]

ترجمہ: ''جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔''

دونوں مقامات ''ہمیشہ'' کے ساتھ وابستہ ہیں، یعنی آخرت اسلامی فریم ورک میں غیر متغیر اور ابدی ہے۔

اسلام میں نجات کا راستہ واضح ہے: ایمان، عمل صالح، توبہ، اور فضلِ الٰہی۔ یہ راستہ توحید، نبوت اور شریعت کی پیروی سے جڑا ہے۔

2.ہندومت میں تصورِ آخرت

ہندو مذہب میں ''آواگون'' (Reincarnation) یعنی پنر جنم بنیادی اصول ہے۔[21] زندگی، موت اور دوبارہ جنم ایک لامتناہی چکر (Samsara) تصور کیے جاتے ہیں۔[22] انسان کے اعمال (Karma) اس کے اگلے جنم کی صورت، نوعیت اور درجۂ وجود کا تعین کرتے ہیں۔[23] یہاں ''انجام'' قطعی نہیں بلکہ مسلسل ہے، ایک متحرک سلسلہ جو مکتی تک جاری رہتا ہے۔

ہندو روایت میں ''سورگ'' (Swarga) اور ''نرک'' (Naraka) موجود ہیں، لیکن یہ مستقل اور ابدی نہیں، بلکہ اعمال کے تناسب سے عارضی ہیں۔[24] یہ مقامات ''کرم'' کی جزوی ادائیگی کے بعد ختم ہو جاتے ہیں اور روح دوبارہ جنم کے چکر میں داخل ہوتی ہے۔

ہندو روایت میں مکتی (Moksha) کے راستے متعدد ہیں:[25]

- جنانی یوگ (Jnana Yoga): معرفت کے ذریعے
- کرم یوگ (Karma Yoga): اعمال کے ذریعے
- بھگتی یوگ (Bhakti Yoga): عقیدت اور محبت کے ذریعے
- راج یوگ (Raja Yoga): تزکیۂ باطن اور مراقبہ کے ذریعے

3.تقابلی تجزیہ

اسلام اور ہندومت کے آخرت کے تصورات میں بنیادی فرق یہ ہے کہ اسلامی نظریہ آخرت آخری اور فیصلہ کن عدالت ہے، جبکہ ہندو فکر میں ''نجات'' سے پہلے کوئی حتمی آخری مرحلہ نہیں۔[26] اسلام کا راستہ واحد اور مرکزیتِ توحید پر مبنی ہے، جبکہ ہندو راستے کثیر، متنوع اور شخصی تجربے پر مبنی ہیں۔

اسلام میں آخرت کی ابدیت ایک قطعی عقیدہ ہے۔ جنت یا دوزخ کا فیصلہ اٹل اور غیر متغیر ہے:

﴿خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا﴾ [27]

ترجمہ: ''وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔''

ہندو مذہب میں مکتی ''ہمیشہ'' ہے مگر اس کی نوعیت انسانی شعور کے کائناتی نفس (برہمن) میں فنا یا اتحاد کی صورت میں بیان ہوتی ہے۔[28] یہ ایک ''وجودی انحلال'' ہے، نہ کہ شخصی بقا۔ اسلام میں آخرت شخصی انفرادیت کے ساتھ باقی ہے، جبکہ ہندو مکتی میں ''انسانی تشخص'' تحلیل ہو جاتا ہے۔

مبحث پنجم: تصورِ اخلاق (Concept of Ethics and Morality)

اخلاق کا مسئلہ انسانی تہذیبوں کے فکری ارتقا میں بنیادی اور مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ کسی بھی مذہبی یا مابعد الطبیعیاتی نظام کی اصل قوت اس کے اخلاقی ضابطوں میں جلوہ گر ہوتی ہے۔

1.اسلام میں تصورِ اخلاق

اسلام میں خیر و شر کی اساس الٰہی حکم اور شریعت کی قطعی ہدایات پر ہے۔ قرآن میں ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ﴾ [29]

ترجمہ: ''بے شک اللہ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔''

اس رہنمائی میں خیر ایک الٰہی معیار ہے جو انسانی خواہش یا سماجی رواج سے بلند تر ہے، جبکہ شر وہ ہے جو رضائے الٰہی سے متصادم ہو۔

اسلام کے نزدیک اخلاق کا سرچشمہ وحی ہے، اور نبی اکرم ﷺ اس کی زندہ، کامل اور جامع تجسیم ہیں:

«إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ» [30]

ترجمہ: ''میں تو صرف اخلاق کے کمال کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہوں۔''

اسلام ضبطِ نفس کو تقویٰ کی بنیاد مانتا ہے:

﴿وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ﴾ [31]

ترجمہ: ''جس نے اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے کا خوف کیا اور اپنی خواہشات کو روکا۔''

یہ ضبطِ نفس خواہشات کو فنا نہیں کرتا بلکہ ان کو ہدفِ رضائے الٰہی کے تابع کرتا ہے۔

اسلام میں اخلاق کا مقصد تقویٰ، فلاح اور قربِ الٰہی ہے:

﴿قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا﴾ [32]

ترجمہ: ''کامیاب ہوا وہ جس نے اپنے نفس کو پاک کر لیا۔''

2. ہندومت میں تصورِ اخلاق

ہندو اخلاقیات میں ''دھرم'' (Dharma) مرکزی بنیاد ہے۔[33] دھرم کائناتی نظم، معاشرتی ذمہ داری، ذاتی کردار اور ہر طبقے (Varna) کے مخصوص فرائض کا مجموعہ ہے۔ اس سے آگے ''رت'' (Rta) ہے، جو کائنات کے ازلی، غیر متبدل اخلاقی اصول کی حیثیت رکھتا ہے۔

ہندو روایت میں ''اہنسا'' (Ahimsa) یعنی عدمِ تشدد اور ''ستیہ'' (Satya) یعنی سچائی کو فردی اخلاق کا مرکز سمجھا جاتا ہے۔[34] یوگ کے آٹھ مدارج میں اہنسا، استیہ، اور اپریگراہ (حرص سے پاکی) بنیادی اخلاقی ستون ہیں۔

ہندومت میں اخلاق کا مقصد کرم کی تطہیر، اہنسا کے ذریعے ذہنی پاکیزگی، ستیہ کے ذریعے عملی صداقت، اور بالآخر مکتی کے لیے راہ ہموار کرنا ہے۔[35]

3. تقابلی تجزیہ

اسلامی معاشرت ''برابری'' کے اصول پر قائم ہے: تقویٰ ہی فضیلت کا معیار ہے، خاندان میں عدل، وراثت، حقوق و ذمہ داریاں، اور غلام و آقا، امیر و غریب، سب کے لیے یکساں اخلاقی ضابطے ہیں۔ حقوق العباد کو عبادات پر بھی مقدم قرار دیا گیا ہے۔

اس کے مقابلے میں ہندومت میں اخلاق کا سماجی ڈھانچہ ''ورن'' (Varna) اور ''جاتی'' (Caste) سے گہرا جڑا ہے۔ ہر طبقے کے فرائض اور اخلاقی ذمہ داریاں الگ ہیں؛ ایک ورن کا دھرم دوسرے کا دھرم نہیں۔ اگرچہ ہندو متون میں آدرش اخلاق سب کے لیے یکساں بتائے گئے ہیں، لیکن عملی اخلاق طبقاتی دستور میں منقسم نظر آتے ہیں۔

اسلام میں اخلاق اللہ کی رضا کے لیے ہیں، جبکہ ہندو نظام میں اخلاق زیادہ تر ''کائناتی قانون'' کے ساتھ ہم آہنگی حاصل کرنے کے لیے ہیں۔

خلاصہ بحث

اس تقابلی مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام اور ہندومت کے بنیادی اعتقادی ڈھانچے میں نمایاں اختلافات پائے جاتے ہیں:

پہلا نتیجہ: اسلام کا عقیدۂ توحید قطعی اور مکمل وحدانیت پر قائم ہے، جبکہ ہندومت میں الوہیت کے متعدد تصورات، وحدت الوجود سے لے کر کثرتِ دیوتا تک، پائے جاتے ہیں۔

دوسرا نتیجہ: تصورِ انسان کے حوالے سے اسلام انسان کو خلیفۃ اللہ اور عبد (بندہ) قرار دیتا ہے، جبکہ ہندومت میں انسان کا نفس (آتما) برہمن کے ساتھ متحد ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

تیسرا نتیجہ: کائنات کے بارے میں اسلام خطی تخلیق کا قائل ہے جبکہ ہندومت چکروی تخلیق (کلپ اور یگ) کا نظریہ رکھتا ہے۔

چہارم نتیجہ: آخرت کے بارے میں اسلام میں جنت و دوزخ ابدی ہیں جبکہ ہندومت میں سورگ و نرک عارضی ہیں اور حتمی نجات موکش (برہمن میں فنا) ہے۔

پنجم نتیجہ: اخلاقیات کے حوالے سے اسلام کا نظام وحی پر مبنی عالمگیر اخلاق پیش کرتا ہے جبکہ ہندومت میں اخلاق طبقاتی (ورن اور جاتی) نظام سے متاثر ہے۔

یہ مطالعہ دونوں روایات کے امتیازات و مشترکات کو سامنے لاتے ہوئے بین المذاہب مکالمے اور باہمی سمجھ میں اضافہ کرتا ہے۔

تجاویز وسفارشات

۱. بین المذاہب مکالمے کے لیے باقاعدہ فورم قائم کیے جائیں جہاں ہندو اور مسلمان علماء بیٹھ کر مشترکہ مسائل پر گفتگو کر سکیں۔

۲. تعلیمی نصاب میں تقابلِ ادیان کے موضوعات کو شامل کیا جائے تاکہ طلبہ کو مختلف مذاہب کے بارے میں صحیح معلومات حاصل ہوں۔

۳. میڈیا کو مثبت اور تعمیری رپورٹنگ کی ترغیب دی جائے جو مذاہب کے درمیان فاصلے بڑھانے کی بجائے کم کرے۔

۴. مشترکہ اقدار (سچائی، انصاف، ہمدردی، خدمتِ خلق) کو فروغ دیا جائے جو دونوں مذاہب میں یکساں طور پر موجود ہیں۔

۵. دونوں مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان باہمی احترام اور رواداری کے فروغ کے لیے عملی اقدامات کیے جائیں۔

حوالہ جات

[1] سورۃ الاِخلاص، 2–112:1۔

Sūrah al-Ikhlāṣ, 112:1–2.

[2] سورۃ الشوریٰ، 11:42۔

Sūrah al-Shūrā, 42:11.

[3] مسلم بن حجاج، ابوالحسین، القشیری، صحیح مسلم (بیروت: دار إحیاء التراث العربي، 2000) کتاب الذکر والدعاء، باب فضل التسبیح والتحمید والتکبیر، حدیث: 2677۔

Muslim ibn Ḥajjāj, Abū al-Ḥusayn al-Qushīrī, Ṣaḥīḥ Muslim (Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 2000), Kitāb al-Dhikr wa'l-Du'ā', Bāb Faḍl al-Tasbīḥ wa'l-Tahmīd wa'l-Takbīr, Ḥadīth no. 2677.

[4] Radhakrishnan, S., The Principal Upanishads (London: Allen & Unwin, 1953) , 112.

[5] Doniger, Wendy, The Rig Veda: An Anthology (London: Penguin Classics, 1981) , 78.

[6] Eliade, Mircea, A History of Religious Ideas, (Chicago: University of Chicago Press, 1982) , 2/145.

[7] سورۃ الروم، 30:30۔

Sūrah al-Rūm, 30:30.

[8] سورۃ البقرۃ، 2:30۔

Sūrah al-Baqarah, 2:30.

[9] سورۃ الذاریات، 51:56۔

Sūrah al-Dhāriyāt, 51:56.

[10] Radhakrishnan, The Principal Upanishads, 112.

[11] Radhakrishnan, S., The Bhagavadgita (London: George Allen & Unwin, 1948) , 89.

[12] سورۃ الحجرات، 13:49۔

Sūrah al-Ḥujurāt, 49:13.

[13] سورۃ النحل، 40:16۔

Sūrah al-Naḥl, 16:40.

[14] سورۃ الزمر، 62:39 ۔

Sūrah al-Zumar, 39:62.

[15] احمد بن حنبل، مسند احمد (قاہرہ: المطبعۃ المیمنیۃ، 1313ھ)، حدیث: 293۔

Aḥmad ibn Ḥanbal, Musnad Aḥmad (Cairo: al-Maṭbaʿah al-Maymaniyyah, 1313 AH), Ḥadīth no. 293.

[16] Doniger, The Rig Veda, 78.

[17] سورۃ التحریم، 6:66۔

Sūrah al-Taḥrīm, 66:6.

[18] سورۃ الزلزال، 7-8:99۔

Sūrah al-Zalzalah, 99:7–8.

[19] سورۃ آل عمران، 133:3۔

Sūrah Āl ʿImrān, 3:133.

[20] سورۃ البقرۃ، 24:2۔

Sūrah al-Baqarah, 2:24.

[21] Kapadia, Avni. "Yoga: Paths to Pain and Peace." Writing Across the Curriculum, Sacred Heart University, 2019, 49.
[22] Belief in reincarnation." BBC Bitesize, GCSE Religious Studies Revision, 2018.
[23] Sri Sathya Sai Sahitya. "Any Act Dedicated to God is a Dharmic Act." Dharma Vahini, 100.
[24] Paatalaas (Bilwa Swarga); Ordeals of Narakas and Possibilities of Atonement." Kamakoti Peetham, 14.
[25] Kapadia, "Yoga: Paths to Pain and Peace," 49.
[26] Roy, Pradip Kumar. "Marga." Banglapedia, 2021.

[27] البقرۃ، 2:25.

[28] Garuda - Garba Rujukan DigitalLife and Death: Journal of Eschatology (LAD), 9.

[29] سورۃ النحل، 16: 90 ۔

Sūrah al-Naḥl, 16:90.

[30] مالک بن انس، موطأ الإمام مالک، کتاب حسن الخلق، حدیث: 1614۔

Mālik ibn Anas, Muwaṭṭaʾ Imām Mālik, Kitāb Ḥusn al-Khuluq, Ḥadīth no. 1614.

[31] سورۃ النازعات، 79:40 ۔

Sūrah al-Nāziʿāt, 79:40.

[32] سورۃ الشمس، 91:9۔

Sūrah al-Shams, 91:9.
[33] Ethics, Dharma and Hindu Society." Sudhanshu Ji Maharaj, 2020, 78.
[34] Kapadia, "Yoga: Paths to Pain and Peace," 49.
[35] Sri Sathya Sai Sahitya, "Any Act Dedicated to God is a Dharmic" Act, 12.